مقالہ برائے الجنة العلمية ریاض بعنوان ''رشوت''

رشوت.....حصول مقاصد کا مختصر ترین راستہ

غفران ساجد قاسمی

حی النسیم،ریاض،سعودی عرب

رشوت کیا ہے؟

رشوت(Bribery) یعنی اپنے جائز یا ناجائز مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اہل منصب کو ہدیہ یا نذرانہ پیش کرنا۔موجودہ دور میں اس لین دین کو ہدیہ یا نذرانہ کا خوبصورت نام دیا جاتا ہے لیکن درحقیقت یہ رشوت ہے جس کے بارے میں قرآن وحدیث میں سخت وعیدیں نازل ہوئی ہیں۔آج جب کہ زمانہ بہت تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے اور آئے دن نت نئی ایجادات سامنے آرہی ہیں،ایسے ترقی یافتہ دور میں رشوت کی کوئی خاص شکل وصورت متعین نہیں ہے،اور اب صرف کاغذ کے چند نوٹوں کے لین دین کا نام رشوت نہیں ہے، بلکہ زمانہ اور حیثیت کے اعتبار سے رشوت کی شکلیں بھی مختلف ہوتی رہتی ہیں،اگر کوئی عام آدمی کسی کلرک کو رشوت دیتا ہے تو وہ وہ چند نوٹوں کی شکل میں ہوتا ہے،لیکن اگر یہی رشوت کوئی خاص شخص کسی بڑے عہدہ دار مثلاً وزیر یا کسی بڑے منصب دار کو رشوت دیتا ہے تو وہ کبھی بنگلہ،موٹر کار یا پھر کسی بیرون ملک کا سیاحتی ٹکٹ وغیرہ کی شکل میں ہوتا ہے جسے وہ ہدیہ یا نذرانہ کا خوبصورت نام دے دیتا ہے،لیکن درحقیقت وہ رشوت کی ترقی یافتہ شکل ہوتی ہے،اس لیے صرف کاغذ کے چند نوٹوں کے لین دین کو ہی رشوت نہیں کہہ سکتے،اس کے علاوہ بھی ہر وہ شئی جو اپنے جائز یا ناجائز مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے کسی اہل منصب کو دیا جائے گا وہ رشوت ہی ہوگا۔

مجمع البحار میں علامہ فتنی نے بھی رشوت کی اسی انداز میں تعریف کی ہے،علامہ موصوف لکھتے ہیں:''رشوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی باطل غرض اور ناحق مطالبہ کے پورا کرنے کے لیے کسی ذی اختیار یا کارپرداز شخص کو کچھ دے کر اپنے موافق کرلے۔(مجمع البحار بحوالہ علامہ سید سلیمان ندویؒ)

رشوت اسلام کی نظر میں:

رشوت کی مذمت اور اس کے لینے اور دینے والوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سخت وعیدیں کی ہیں،حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت برستی ہے''۔**عن عبدالله بن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :''لعنة الله علی الراشی و المرتشی''(رواه ابن ماجه)**

ایک دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:''رشوت لینے اور دینے والا دونوں ہی دوزخ میں جائیں گے''۔(طبرانی)

رشوت کی دلالی کرنے والا بھی ملعون ہے:

اسلام کی نظر میں جس طرح رشوت لینے اور دینے والا ملعون اور دوزخی ہے اسی طرح اس معاملہ کی دلالی کرنے والا بھی حدیث رسول کی روشنی میں ملعون ہے۔صحابی رسول حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے اور دینے والے اور رشوت کی دلالی کرنے والے سب پر لعنت فرمائی ہے''۔(رواہ احمد وطبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ قاضی کا کسی سے رشوت لے کر اس کے حق میں فیصلہ کرنا کفر کے برابر ہے،اور عام لوگوں کا ایک دوسرے سے رشوت لینا''سُحت''یعنی حرام ناپاک کمائی ہے۔(طبرانی) یہی وجہ ہے کہ پوری امت رشوت کے حرام ہونے پر متفق ہے۔

رشوت دینے کی گنجائش کب ہوسکتی ہے؟

لغت میں''رشوت''کے معنی ہیں وہ نذرانہ جو اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے کسی کو پیش کیا جائے،خواہ وہ مقصد جائز ہو یا ناجائز۔اسی لیے امام ابوسلیمان خطابیؒ اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:''رشوت لینے اور دینے والے دونوں شخص گناہ وسزا کے مستحق اس وقت ہوں گے،جب کہ دونوں کا مقصد باطل اور ناحق کی حمایت کرنا ہو،کسی پر ظلم کرنا یا کرانا ہو یا شرعی حکم کی پامالی ہو،مثلاً ایک شخص جس کا ایک چیز میں شرعاً کوئی حق نہیں بنتا،وہ

صاحب اختیار کو رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرالیتا ہے یا ایک چیز ایک شخص کی ملکیت یا اس کا حق ہے، اس کے پاس ثبوت بھی ہیں، جو اس نے فراہم کر دیے، مگر دوسرا شخص رشوت کے زور پر صاحب اختیار سے اس کے خلاف فیصلہ کرالیتا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق نہ مل سکے، مذکورہ حدیث کی روشنی میں یہ رشوت دینا بلاشبہ لعنت کا سبب ہے۔

اسی طرح رشوت لینے والا شخص بھی وعید کا مصداق اس وقت ہوگا، جب اس نے ایسے حق یا عمل کی انجام دہی پر رشوت لی ہو جو اس کے اوپر از روئے شریعت واجب ہے، یا وہ کوئی کام ایسا کر رہا ہے، جس کے کرنے کا کوئی جواز نہیں اور دوسرے کا اس سے نقصان ہو رہا ہے، جب تک اس کی مٹھی گرم نہ کی جائے، وہ اپنے اس ناحق عمل سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہ ہو، مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں ایسا شخص ملعون ہے۔

ہاں البتہ ایک شخص کا حق ہے کہ جو اسے ملنا چاہیے، رشوت دیے بغیر نہیں ملے گا، یا اتنی دیر سے ملے گا، جس میں اسے غیر معمولی مشقت برداشت کرنی پڑے گی۔ اسی طرح اس کے اوپر کسی فرد کی طرف سے ظالمانہ مطالبات عائد ہو گئے ہیں اور رشوت دیے بغیر ان سے خلاصی مشکل ہے تو امید ہے کہ دینے والا شخص گناہ گار نہ ہوگا، البتہ دیانت شرط ہے جس کی ذمہ داری خود اس پر ہوگی۔ اسی طرح ایک شخص حکام اور ارباب اختیار کے نزدیک اپنی ذاتی وجاہت کی وجہ سے باحیثیت مانا جاتا ہے، اگر ایسے شخص کے ذریعے اپنا جائز حق وصول کرنے کے لیے حاکم تک رسائی حاصل کی جائے اور وہ شخص جس پر اس کام کی شرعاً کوئی ذمہ داری نہیں ہے، حق الخدمت کے طور پر کچھ وصول کرتا ہے تو یہ اس کے لیے حلال ہوگا، کیوں کہ یہ نہ تو باطل کی اعانت ہے، نہ کسی پر ظلم ہے اور نہ ہی اس پر یہ کام کرنا از روئے شریعت واجب ہے، لیکن نہ لینا موجب اجر و ثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سفارش کردو، ثواب پاؤ گے۔ تجربہ شاہد ہے کہ جن ناگوار حالات میں رشوت دینی پڑتی ہے، ان میں دینے والا تو مجبور ہوتا ہے، مگر لینے والا عموماً ظالم۔

رشوت اور قوم یہود کا شیوہ:

علامہ سید سلیمان ندویؒ نے اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں رشوت کے چلن پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ عرب کے کاہن اپنی مفروضہ غیبی طاقت کی بنا پر بعض مقدموں کے فیصلے کرتے تھے، اہل غرض ان کو اس کے لیے مزدوری یا رشوت کے طور پر کچھ نذرانہ دیتے تھے، اس کو حلوان (مٹھائی) کہتے تھے، اسلام آیا تو اوہام کا یہ دفتر ہی اڑ گیا، اس پر بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاہن کے حلوان کی خاص طور سے ممانعت فرمائی۔ (ترمذی، باب ماجاء فی کراہیۃ مہر البغی)

اسی طرح عرب میں یہودیوں کے مقدمے ان کے احبار اور رئیس فیصل کرتے تھے، قانون کی زد سے بچنے کے لیے مال دار اور اہل ثروت طبقہ علانیہ رشوت دیتے اور ان کے کاہن اور قاضی یہ رشوت لے کر ان کے حق میں فیصلہ سنا دیتے تھے، اور اتنا ہی نہیں بلکہ توراۃ کے احکام پر پردہ ڈالتے تھے۔ (صحیح بخاری) چنانچہ توراۃ کے قوانین میں تحریف کا ایک بڑا سبب یہی رشوت خوری تھی، قرآن مجید کی اس آیت میں اسی گناہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

ان الذین یکتمون ماانزل اللہ من الکتاب ویشترون بہ ثمناً قلیلاً، اولئک مایاکلون فی بطونھم الاالنار ولایکلمھم اللہ یوم القیامۃ ولایزکیھم ولھم عذاب الیم۔ (بقرۃ: ۲۱)

ترجمہ: خدا نے کتاب سے جو اتارا اس کو جو چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعہ معمولی معاوضہ حاصل کرتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں، خدا ان سے قیامت کے دن بات نہ کرے گا، نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

پیٹ میں آگ بھرنے سے مراد یہی حرام کی کمائی رشوت ہے۔

عہد نبوت میں خیبر کے یہودیوں سے زمین آدھے آدھے پیداوار پر مصالحت ہوئی تھی، جب پیداوار کی تقسیم کا وقت آتا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے، وہ ایمانداری سے پیداوار کے دو حصے کر دیتے تھے اور کہہ دیتے تھے کہ ان دو میں سے جو چاہو لے لو، یہودیوں نے اپنی عادت کے مطابق ان کو بھی رشوت دینی چاہی، آپس میں چندہ کر کے اپنی عورتوں کے کچھ زیورات اکٹھے کیے اور کہا کہ یہ قبول کرو، اور اس کے بدلہ تقسیم میں ہمارا حصہ بڑھا دو، یہ سن کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے یہودیو! خدا کی قسم تم خدا کی ساری مخلوق میں مجھے مبغوض ہو، لیکن یہ مجھے تم پر ظلم کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتا اور جو تم نے رشوت پیش کی ہے وہ حرام ہے، ہم (مسلمان) اس کو نہیں کھاتے۔'' یہودیوں نے ان کی تقریر سن کر کہا کہ ''یہی وہ انصاف ہے جس سے آسمان و زمین قائم ہیں۔'' (موطا امام مالک، کتاب المساقاۃ)

عاملین زکوٰۃ کا ہدیہ یا نذرانہ قبول کرنا:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمال کو رعایا سے ہدیہ اور تحفہ قبول کرنے کی ممانعت فرمائی ہے (ابوداؤد، کتاب الاقضیہ)، ایک دفعہ ایک عامل نے آکر کہا کہ یہ صدقہ کا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے، یہ سن کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر تقریر کی، حمد وثنا کے بعد فرمایا:

''عامل کا کیا حال ہے کہ ہم اس کو بھیجتے ہیں تو آ کر کہتا ہے کہ یہ تمہارا ہے اور یہ میرا ہے، تو اپنے باپ یا ماں کے گھر میں بیٹھ کر نہیں دیکھتا کہ اس کو تحفے ملتے ہیں یا نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ اس میں سے جو لے جائے گا وہ قیامت میں اپنی گردن پر لاد کر لائے گا، اونٹ، گائے، بکری جو ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر تین بار فرمایا: ''خداوند! میں نے پہنچا دیا۔'' (صحیح بخاری، باب ہدایا العمال)

اس حدیث پہ غور کریں اور موجودہ دور کے عمال (یعنی مدرسہ اور ملی تنظیموں کے عاملین زکوٰۃ) پر نظر ڈالیں، کہ جب وہ رمضان میں سفر سے واپس اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو ان کے پاس ہدایا وتحائف کی کتنی بڑی تعداد ہوتی ہے بالخصوص مہتمم، نظماء اور سکریٹری حضرات، پھر فیصلہ کریں کہ ان کا یہ ہدایا اور تحائف قبول کرنا مذکورہ حدیث کی روشنی میں کیسا ہے؟

رشوت کی برائی قرآن میں:

رشوت کی ممانعت میں قرآن کریم کی ایک اور آیت صریح طور پر دلالت کرتی ہے:

ولاتاکلوااموالکم بینکم بالباطل وتدلوابهاالی الحکام لتاکلوافریقامن اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون: (البقرۃ:۱۸۸)

ترجمہ: اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق اور نہ پہونچاؤ ان کو حاکموں تک کہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں سے ظلم کر کے (ناحق) اور تم کو معلوم ہے۔

علامہ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ آیت ایسے شخص کے بارے میں ہے جس کے پاس کسی کا حق ہو، لیکن حق والے کے پاس ثبوت نہ ہو، اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر وہ عدالت یا حاکم مجاز سے اپنے حق میں فیصلہ کروالے اور اس طرح دوسرے کا حق غصب کرلے۔ یہ ظلم ہے اور حرام ہے۔ عدالت کا فیصلہ ظلم اور حرام کو جائز اور حلال نہیں کرسکتا۔ یہ ظالم عنداللہ مجرم ہوگا۔ (ابن کثیر)

مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ آیت مذکورہ کی تفسیر میں حلال وحرام کے اسباب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''شریعت اسلام میں جتنے معاملات باطل یا فاسد اور گناہ کہلاتے ہیں ان سب کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان میں وجوہ مذکور میں کسی وجہ سے خلل ہوتا ہے، کہیں دھوکہ فریب ہوتا ہے، کہیں نامعلوم چیز یا نامعلوم عمل کا معاوضہ ہوتا ہے، کہیں کسی کا حق غصب ہوتا ہے، کہیں کسی کو نقصان پہونچا کر اپنا نفع کیا جاتا ہے، کہیں حقوق عامہ میں ناجائز تصرف ہوتا ہے، سود، قمار وغیرہ کو حرام قرار دینے کی اہم وجہ یہ ہے کہ وہ حقوق عامہ کے لیے مضر ہیں، ان کے نتیجہ میں چند افراد پلتے بڑھتے ہیں، اور پوری ملت مفلس ہوتی ہے، ایسے معاملات فریقین کی رضامندی سے بھی اس لیے حلال نہیں کہ وہ پوری امت کے خلاف ایک جرم ہے، آیت مذکورہ ان تمام ناجائز صورتوں پر حاوی ہے۔'' (معارف القرآن: ۱/۴۵۹)

یہ آیت اپنے ترجمہ کے لحاظ سے رشوت کی ممانعت میں صاف وصریح ہے۔ کیوں کہ رشوت بھی ایک ایسا عمل ہے جس کا اثر حقوق عامہ پر براہ راست پڑتا ہے، اور اس کی وجہ سے حق دار کا حق مارا جاتا ہے۔

موجودہ دور میں رشوت کا اطلاق کن چیزوں پر ہوگا؟

اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ دور میں کن طریقوں کو رشوت کہیں گے، تو اس کا سیدھا اور آسان جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا احادیث اور قرآنی آیتوں کی روشنی میں ہر وہ لین دین جو شریعت کے خلاف ہو، اور کسی کا حق مارنے کے لیے ہو یا اسی طرح غیر شرعی افعال کو انجام دینے کے لیے کچھ لیا یا دیا جارہا ہو وہ سب کا سب رشوت کے دائرہ میں آئے گا۔

مثلاً: اس وقت ذرائع ابلاغ سب سے مؤثر اور طاقتور ذریعہ ہے اپنی بات لوگوں تک پہونچانے اور اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کا۔ تو ہر وہ شخص جو

غیر شرعی طور پر اپنی بات اخبار میں شائع کرانے کے لیے یا اپنے کسی مدمقابل کو نیچا دکھانے کے لیے کوئی خبر اخبار میں شائع کراتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس طرح کی خبریں جو شخصی ہوتی ہیں اخبار والے بھی بغیر کچھ لیے دیے شائع نہیں کرتے تو یہ دینا اور اخبار والے کا لینا دونوں شرعاً بھی حرام ہیں اور صحافتی وقانونی نقطۂ نظر سے بھی حرام ہے۔ یہ تو ایک چھوٹی سی مثال تھی، آج کی دنیا میں قدم قدم پر رشوت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور اس کا چلن سب سے زیادہ سرکاری دفاتر اور محکموں میں دیکھنے کو ملتا ہے اور یہ جگہیں ایسی ہیں جہاں ایک نیک اور دین دار شخص کو بھی اپنا حق حاصل کرنے کے لیے رشوت کا سہارا لینا پڑتا ہے، کیوں کہ اگر وہ رشوت نہیں دیتے ہیں تو وہ اپنے حق سے محروم رہ جائیں گے، ایسے معاملات میں جہاں اپنا حق حاصل کرنے کے لیے بہ جبر واکراہ رشوت دینی پڑتی ہے اسے تو فقہاء نے کسی حد تک جائز قرار دیا ہے لیکن رشوت لینا ہر حال میں حرام اور ناجائز ہے۔

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں نے سب سے پہلی شکل صحافت کی کیوں بیان کی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت سب سے زیادہ رشوت کا چلن سماج کے اسی شعبہ میں پایا جارہا ہے اور جسے ہم صحافت یا اس سے زیادہ قوم کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے اردو کی خدمت کا نام دے کر صحافیوں کی مٹھی گرم کردیتے ہیں اور وہ بھی ان کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں تو یاد رکھیں کہ یہ لین دین دونوں قطعاً حرام ہیں اور اسی طرح اس لین دین کے درمیان جو آئے گا وہ بھی اس حرام کاری میں برابر کا شریک ہوگا۔

اس کے علاوہ ایک بات اور ہے جس پہ ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کہ کبھی کبھی ہم ایسی جگہ بھی رشوت کی پہل کرتے ہیں جہاں اس کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی ہے، اور ہمارے دینے کی وجہ سے سامنے والا یہ سوچ کر لے لیتا ہے کہ اس میں میرا کیا گناہ ہے، میں مانگ تھوڑا ہی رہا ہوں، لیکن اس وقت یہ دینا لینے سے کہیں زیادہ حرام ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم دیتے تو ہیں رشوت لیکن اسے مزدوری کا خوشنما رنگ دے کر سامنے والے کو بھی گمراہ کردیتے ہیں۔

جان یا مال پر خوف کی وجہ سے رشوت دینے کی گنجائش ہے:

آخر میں رشوت دینے اور لینے سے متعلق فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ العالی کی ایک عبارت نقل کرنا چاہتا ہوں جس میں انہوں نے علامہ ابن نجیم کے حوالہ سے رشوت لینے اور دینے کی حرمت بیان کی ہے، مزید یہ کہ رشوت دینے کی گنجائش کن صورتوں میں ہوسکتی ہے؟

''رشوت لینا جس طرح حرام ہے اسی طرح اصولی طور پر رشوت کا دینا بھی حرام ہے، اس سلسلہ میں فقہاء کے یہاں ایک متفق علیہ اصول ہے کہ جس چیز کا لینا جائز نہیں اس کا دینا بھی جائز نہیں۔ ''ماحرم أخذہ حرم اعطاء ہ'' البتہ چوں کہ رشوت لینا کبھی بھی مجبوری نہیں بن سکتی اور رشوت دینا بعض دفعہ مجبوری بن جاتی ہے۔ اس لیے فقہاء نے ضرورت اور مجبوری کے مواقع پر رشوت دینے کی اجازت دی ہے اور اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو پیش نظر رکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ شر پسند شعراء کو اس لیے کچھ دیا کرتے تھے کہ وہ بے ہودہ ہجو پر مبنی اشعار کہنے اور مسلمانوں کو بدنام کرنے سے اجتناب کریں۔

رشوت دینے کی گنجائش کب ہوگی؟ اس سلسلہ میں فقہاء نے یہ اصول متعین کیا ہے کہ اگر رشوت نہ دے تو ناحق طریقہ پر اس کو جانی یا مالی نقصان کا اندیشہ ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ جس ذمہ دار کے پاس اس کی درخواست زیر غور ہے وہ اس کے ساتھ انصاف سے کام نہ لے گا اور اس کے اور دوسرے امیدواروں کے درمیان مساویانہ سلوک روا نہیں رکھے گا۔

علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں:

''الرشوۃ لخوف علیٰ نفسہ اومالہ اولیسوی امرہ عندالسلطان او امیر'' (ردالمحتار: ۳۴۰/۴ بحوالہ جدید فقہی مسائل: ۳۰۰/۱)

جان یا مال پر خوف کی وجہ سے نیز اس لیے کہ سلطان یا امیر اس کے ساتھ مساویانہ برتاؤ کرے رشوت دینے کی گنجائش ہے یہ ممنوع صورتوں سے مستثنیٰ ہے۔

اللہ ہمیں اس برائی سے محفوظ رکھے۔ آمین

غفران ساجد قاسمی (gsqasmi99@gmail.com)